سفر اور قید میں نظمیں

تنویر انجم

تنویر انجم

سفر اور قید میں نظمیں

زبیری پبلی کیشنز

کراچی

ترتیب

نئی زبان کے حروف

میں کہتی ہوں
میں نے اک طویل سفر کیا
تم سے اک معمولی بات کی وضاحت کے لئے
کہ میرے جسم کا شمار ان چیزوں میں نہیں
جن کی فروخت، چوری یا تبادلہ ممکن ہوتا ہے
اور ہمارے راستے جدا ہو چکے ہیں

میں سنتی ہوں
اب میرے جسم کے لئے فروخت، چوری یا تبادلے کا امکان
باقی نہیں رہا
اور اسباب سفر ختم ہوا ہے

میں کہتی ہوں
میں اک نظم شروع کر چکی ہوں
اور اس کا اختتام اک خواب میں پانے کی امید پر
سوتی رہی ہوں

میں سنتی ہوں
خواب میں پایا گیا اختتام میرا نہیں ہو سکتا

میں کہتی ہوں
بے شک میرے اندر اتنی ہمت ہے
کہ میں جب چاہوں
زندگی کو دہرانا بند کردوں

میں سنتی ہوں
وہ پل میرے دل اور جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ٹوٹا
جو میرے دل اور جسم کو کسی شہر سے ملا دیتا
میرے باپ نے ورثے میں مجھے
معصومیت کا تحفہ
مہمان نوازی کا درس
محبت کی ضرورت
اور اک شہر دیا

جس میں چالاک اور بوڑھے دکاندار
کبھی کبھی بچوں کو اک چاکلیٹ مفت دیتے ہیں

میں کہتی ہوں
اب مجھے اپنے باپ کے قاتل کو مارنے میں
دیر نہیں کرنا چاہیے

میں سنتی ہوں
میں قبرستان میں مردوں کے جشن میں
گائے جانے والے گیت کے علاوہ
کسی نئے دن کے افتتاح کا گیت نہیں گا سکتی
زندگی جس رات میں شروع ہوئی
اسی رات میں جاری ہے
گرمیاں میں نے اس غار میں گزاریں
جہاں اک جانور کی سردیوں کے لیے جمع کی ہوئی خوراک نے
میرے لیے جگہ تنگ کردی تھی
اور سردیاں اک سوتے ہوئے جانور کو چھوڑ کر
زخمی کر دینے والی برف باری میں

میں کہتی ہوں
میرا جسم وہ پرندہ نہیں

جو زندہ رہنے کے لیے ہجرت کا محتاج ہے

میں سنتی ہوں
اب شمال کی یخ ہوا
مجھے جنوب تک پہنچنے سے پہلے مار دے گی

میں کہتی ہوں
میں اک سورج کو دیکھنے
اور اک نئی بات ڈھونڈنے کے لیے
بہت دور تک جاؤں گی

میں سنتی ہوں
اسباب سفر میں آنکھیں شامل نہیں ہوتیں
نہ آنکھوں کی خواہشیں

میں کہتی ہوں
میں اپنے کٹے ہوئے پیڑ کی شاخوں سے
اک نئی زبان کے حروف لکھ سکوں گی
اور پتوں سے اک آگ جلا سکوں گی
میں سنتی ہوں

اک اور جشن منایا جانے والا ہے
کچھ اور زندگی
اور کٹے ہوئے پیڑوں کے پتوں کی آگ
چرائی جانے والی ہے
اور اس آگ میں
ہانپتے ہوئے جانوروں کی زبانیں جلائی جانے والی ہیں
اس شہر کے اطراف کوئی پہاڑ نہیں
جو بھاگتے ہوؤں کو پناہ دے سکے۔

میں کہتی ہوں
میرے پاس اس دن کا خواب زندہ ہے
جب خاموشی کے علاوہ
مردہ الفاظ کے خلاف کوئی ہتھیار ایجاد ہو سکے گا

میں سنتی ہوں
جسم خاموشی اور الفاظ دونوں کا تباہ کردہ ہے
آنکھیں ہر نظر نہ آنے والی چیز کو بالآخر دیکھ لینے والی ہیں
اور جسم ہر نظر آنے والی چیز کو تباہ کردہ ہے
جسم ماضی اور جسم مستقبل کا تباہ کردہ ہے

میں کہتی ہوں

میں وقت کے خانے توڑ رہی ہوں
میں وقت کو ہوا، مٹی، پانی اور آگ میں پھینک رہی ہوں
میں وقت کو اپنے جسم سے آزاد کر رہی ہوں
اور زنجیروں سے انکار کے لیے
اپنے کاٹ دیے جانے والے ہاتھوں کو ڈھونڈ رہی ہوں

میں سنتی ہوں
مجھے ایک میلے میں قید کیا گیا ہے
جہاں میں بچوں کو
بوڑھے چالاک دکانداروں کی
زہریلی چاکلیٹیں کھاتے اور پھینکتے دیکھ رہی ہوں۔
مجھے اک چراغاں میں
بجھے ہوئے چراغ کے ساتھ
شامل ہونے پر مجبور کیا گیا ہے
اک ترازو جس کے پلڑے برابر نہیں ہیں
زندگی کا وزن چھیننے کے لیے بنائی گئی ہے
خالی ٹوکریوں کا بوجھ غیر ضروری ہے
خالی ٹوکریوں کو بھر لینا چاہیے
سنی ہوئی کہاوتوں
اور تھوڑی سی عزت سے
جو آسانی سے مل جانے والی چیزیں ہیں

میں کہتی ہوں
یہ سچ نہیں ہے
کہ اذیت گاہ میں میری موجودگی کا سبب
صرف میرا بجھا ہوا چراغ
اور میری خالی ٹوکری کا بوجھ ہے

میں سنتی ہوں
اچانک ذہن کی گرفت میں آ جانے والی روشنی
زیادہ قابل بھروسہ نہیں ہو سکتی
اک اچانک کھل جانے والے اسرار سے پھیلتی ہوئی خامشی
اور پھیلتے ہوئے الفاظ
اک اور اسرار کا جال بن رہے ہیں

میں کہتی ہوں
اب میں قابل برداشت ہونے کی حد کو پہنچ رہی ہوں
یہ بہت ممکن ہے
اب ایسا نہ ہو کہ
قربانی کے لیے قرعہ کھولتے وقت
میرے زرد رنگ اور کپکپاہٹ کو دیکھتے ہوئے
کسی اور کا نام مجھ سے منسوب کر دیا جائے

اب میں قابل برداشت ہونے کی حد کو پہنچ رہی ہوں
کہ میں نے بخشی ہوئی روحوں کے جشن میں
شریک نہ ہو پانے کا ماتم ترک کیا ہے

میں سنتی ہوں
میں اک آگ میں جلنے کے بعد پیدا ہوئی ہوں
جو اک ناکام تجربے کے نتیجے میں
تجربہ گاہ میں لگ گئی
اور وہ گھر میری اصل ہے
جو ایک بے اسباب مسافر کا لوٹا ہوا ہے
دوبارہ جنم لینے والوں کے لیے زندگی نئی اور اہم نہیں رہ جاتی
یہ جنم توہین ہے
اور اس بات کی علامت
کہ بہترین سے کم کی توقع مجھ سے پہلے ہی وابستہ کر دی گئی تھی

میں کہتی ہوں
میں ازلی گناہ میں سے بوجھ نکال دینے والوں کے ساتھ
رقص کروں گی۔

میں سنتی ہوں
آدھی سنی ہوئی لوری ماضی کا حوالہ

اور عریاں تصویروں سے اکسائی گئی محبت
مستقبل کی تقدیر ہے

میں کہتی ہوں
میں دل کی آگ میں
عریاں تصویروں کو جلاؤں گی
اور زیادہ خامشی کو
اور زیادہ لفظوں کو
اور اپنے بچوں کو لوری پوری سناؤں گی
میں دل کی آگ میں
اک جشن کو جلاؤں گی
اور ایک ماتم کو
اور آدھے سورج کی روشنی کو

میں سنتی ہوں
سیب کے درخت خزاں میں کاٹ دینے
اور ان کی لکڑیاں بیچ دینے کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے
مردوں کے مطالبات کے جواب میں
خاموشی اختیار کرنے کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے
اور ان سے مشعلوں کا کاروبار
حسب دستور ممنوع رکھنے کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے

میں کہتی ہوں
زیرِ زمیں چیزوں میں
قبر اور خزانہ دونوں شامل ہیں
جہاں میرے زندہ جسم پر
دھوکے سے مٹی ڈالی گئی
اتفاق سے وہیں اک خزانہ نکل آیا
زمین میں بہت نیچے
ہیرے جل رہے ہوں گے
زمین میں بہت نیچے
اک سازش پل رہی ہو گی
زمین میں بہت نیچے
اک دل دھڑک رہا ہو گا

یہ محض اتفاق ہے

تمہارے شہر میں ایک بچہ ہے
جسے کوئی ماں نہیں ملی
میرے دھیان میں ایک لوری ہے
جو تمہیں سنائی جاسکتی تھی

تمہارے شہر میں ایک مرد ہے
جسے کوئی عورت نہیں ملی
میرے دھیان میں ایک رقص ہے
جو تمہیں دکھایا جاسکتا تھا

تمہارے شہر میں ایک بوڑھا ہے

جسے کوئی اولاد نہیں ملی
میرے دھیان میں ایک لڑکی ہے
جو تمہارے تھکے ہوئے پیر داب سکتی تھی

اور یہ محض اتفاق ہے
کہ تم میرے دشمنوں کے ساتھ
مجھے قتل کرنے آئے ہو
تمہارے شریر میں ایک جنگ ہے
یا شاید میرے دھیان میں
یا شاید ہمارے اطراف میں

ابھی میری موت کے بعد
شہزادی کی سواری گزرے گی
اور اسے دیکھنے کی خواہش میں کھلی رہ جانے والی کھڑکیوں پر
تیر برسائے جائیں گے
اور کبھی نہ کبھی یہ اتفاق ہوگا
کہ تمہاری کھڑکی کھلی رہ جائے گی

ہم ان شاخوں میں سے ہیں
جنہیں تراش کر دنیا کے باغ کو خوبصورت بنایا جائے گا

تمہارے شریر میں ایک موت ہے
جو میرے نصیب میں لکھی ہے
میرے دھیان میں ایک تیر ہے
جو خواہش کی کھلی رہ جانے والی کھڑکی سے آنے والا ہے

آخری قطار میں گایا ہوا گیت

تھکن میری حقیقت
ہے
نیند میری ضرورت
ہے
تمہاری خواہش میری مجبوری
ہے

حقیقت کو تسلیم کرنے سے پہلے
ضرورت کو پورا کرنے سے پہلے
مجبوری کو زیر کرنے سے پہلے
میرے پاس
اک مصروف دن اور تھوڑی سے نیند کے درمیان
اک چھوٹا سا وقفہ ہے
اور تمہارے خیال سے اک طویل مکالمہ

میری زندگی میں جتنا وقت ہے
وہ اس مکالمے کو پورا کرنے کے لئے کم ہے

تمہاری زندگی میں جتنا وقت ہے
وہ میرے انتظار کے لئے بہت زیادہ ہے

میرے پاس جتنی فتوحات ہیں
ان سے دل کی سلطنت بھی نہیں بنائی جاسکتی
تمہارے پاس جتنی طاقت ہے
اس سے تمہارے نام پر ایک شہر بسایا جاسکتا ہے

میں اپنی حقیقت کو تسلیم کرلوں گی
اپنی ضرورت کو پورا کرلوں گی
اپنی مجبوری کو زیر کرلوں گی
اور جب تمہارے نام پر بسنے والے شہر میں
کوئی جشن منایا جائے گا
میں اک ہجوم کی آخری قطار میں کھڑے ہوکر
بہت سے لوگوں کے ساتھ
ایک گیت گاؤں گی
جو جشن کے دوسرے دن بھلادیا جائے گا

میرے دل نے مجھے اغوا کیا

میرے دل نے مجھے اغوا کیا
میرے دل نے میرے ہتھیار چھین لئے
میرے دل نے مجھے بے لباس کیا

کسی نے ایک سگریٹ سے دوسرا سگریٹ جلایا
اور اپنے غرور' نفرت اور غصے سے مجھے فتح کرنے آیا
کسی نے تھپڑ مار کر مجھے گہری نیند سے جگایا
اور میرا لباس پھاڑ دیا
ٹھہر جاؤ' ذرا رک جاؤ
شاید تم دھوئیں سے پریشان ہو
میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں

مگر تمہیں جتنی جلدی ہے
اتنی جلدی کچھ بتایا نہیں جا سکتا
میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں
میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں
کوئی جنگ نہیں
میں تمہارے لئے چائے کی ایک پیالی بناؤں گی
تمہاری قمیص کا ٹوٹا ہوا بٹن ٹانک دوں گی
اور جب ہمارے گھر میں کھانا کم پڑنے لگے گا
میں چپکے سے چراغ بجھا کر
اپنے حصے کا کھانا تمہارے حصے میں ڈال دوں گی
مگر تمہیں کتنی جلدی
ہے

کسی نے کھولتی ہوئی چائے کو میرے ہاتھ پر انڈیل دیا
میرے بٹن توڑ دیئے
اور میرے حصے کا کھانا دینے سے انکار کر دیا

میرے دل نے مجھے اغواء کیا
میرے دل نے میرے ہتھیار چھین لئے
میرے دل نے مجھے بے لباس کیا

جب وہ دوا میرے ہاتھ میں تھی

جس کے لئے میری مرتی ہوئی ماں انتظار کر رہی تھی
انہوں نے مجھے ایک پتھر پر بیٹھنے کی سزا دی
جب میں نیند سے بے ہوش ہو رہی تھی
وہ مجھے سگریٹوں سے داغ کر جگا رہے تھے
جب میرا بچہ بھوک سے تڑپ رہا تھا
اور دودھ میری چھاتیوں سے بہہ رہا تھا
وہ میرے بچے کو بار بار کھڑکی سے نیچے پھینکنے لے جاتے تھے
اور ہنستے تھے
ٹھہر جاؤ، ذرا رک جاؤ
مذاق اچھا نہیں ہوتا
کھڑکی بہت اونچی ہے
اور تمہارے ہاتھ نشے سے کانپ رہے ہیں

ہمارے بچپنوں نے پرستانی کہانیوں میں پڑھا تھا
جن شہروں پر بلائیں قبضہ کر لیتی ہیں
وہاں دور دیس کا مسافر شہزادہ ولانے آتا ہے

شہزادے کا سفر ابھی شروع نہیں ہوا
اور موت کا قرعہ آج اس لڑکے نام نکل آیا
جس نے مجھے لڑکپن کا پہلا خط لکھا تھا
اور کہا

"اگر تم آج نہیں آئیں تو میں ساحل کی ریت پر بنے ہوئے سارے
گھروندے توڑ دوں گا اور دور چلا جاؤں گا"

مجھے اس دن دیر ہوگئی تھی
مگر آج نہیں ہوگی
تمہارے بلا کے آگے ڈالے جانے سے پہلے
میں ایک بار تمہارے ہونٹ چومنے ضرور آؤں گی
اور موت کے خوف آلود انتظار میں تم پوچھ نہیں پاؤ گے
"تو کون دیوانی ہے؟"

مسافر شہزادے کا گھوڑا شاید راستے میں بیمار ہے
کھڑکی بہت اونچی ہے
اور ان کے ہاتھ نشے سے کانپ رہے ہیں

ہمارے لڑکپنوں نے تہذیبی داستانوں میں پڑھا تھا
عورتوں کو اچھی چائے بنانا چاہیے
بٹن ٹانکنا چاہیے
اور گھر میں کھانا کم پڑنے لگے تو چپکے سے چراغ بجھا کر
اپنے حصے کا کھانا دوسروں کے حصے میں ڈال دینا چاہیے
مگر اب تک دوا کا انتظار کرتا ہوا میرا ماضی مر چکا ہوگا
میری نیندوں کو سگریٹوں سے داغا جا چکا ہوگا

اور میرا مستقبل اونچی کھڑکی سے نیچے پھینکا جاچکا ہوگا

مجھے میرے حصے کا کھانا دے دو
اور ایک سگریٹ بھی
اور ذرا سگریٹ کو اپنے سگریٹ سے جلادو

سمندر میری آنکھیں لے گیا ہے

سمندر میری آنکھیں لے گیا ہے
تمہیں دیکھا نہیں جاسکتا
تم سے باتیں کی جاسکتی ہیں
میں ساحل پر اپنی آنکھوں کی واپسی کا انتظار کررہی ہوں

سمندر میری آنکھیں کب لے گیا
مجھے معلوم نہیں
مجھے اس وقت پتہ چلا
جب دیکھنے کی خواہش میری مٹی میں شامل ہوئی
اور مٹی بکھرنے لگی

کچھ دیر اس آگ کو جلائے رکھو

میں لہروں سے معلوم کرتی ہوں
آگ کو گلزار بنانے کے لئے کتنا یقین کافی ہوتا ہے
مٹی لے کر واپس جاتی ہوئی ایک لہر کہتی ہے
آگ کو گلزار بنانے کے لئے آگ کو دیکھنا ضروری ہے
اور سمندر ہر جسم کو مار کر واپس کرتا ہے

ہوائیں سرد ہیں

سارے پردے مت ہٹاؤ
بارشیں تیز ہیں
پوری کھڑکیاں مت کھولو
ہوائیں سرد ہیں
آتشدان میں آگ ٹھنڈی ہوچکی ہے
اور میرے پاس ماچس کی آخری تیلی استعمال ہوچکی ہے
اگر میرے پاس ماچس کی ایک تیلی باقی ہوتی تو مجھے سوچنا پڑتا
میں اس سے آتشدان میں آگ جلاؤں
یا تمہارے ہاتھوں میں کانپتا ہوا سگریٹ
لیکن اب میں سوچ رہی ہوں
شاید اس وقت کہیں پر کسی بھوکے بچے نے کسی بم کو سیب سمجھ کر

اٹھانا چاہا ہو اور زمین سے بکھر کر آسمان میں چلا گیا ہو
پتہ نہیں چلتا
گوشت جلنے کی بو میرے بہت پاس کہاں سے آرہی ہے
باورچی خانے سے
یا اک دور دراز ملک ہے
بچوں کے رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے
بچوں کے بیڈروم سے
یا اک دور دراز ملک سے
ایک عوت درد سے کہاں تڑپ رہی ہے
ہسپتال میں بچے کو جنم دیتے ہوئے
یا اک دور دراز ملک میں اپنے سپاہی بیٹے کو الوداع کہتے ہوئے
میرے قریب شور ہے یا خاموشی ہے
پتہ نہیں چلتا

پتہ نہیں چلتا
ماچس کی نیلیاں کیسے ختم ہوگئیں
میں تمہارے ہاتھوں میں کانپتا ہوا سگریٹ نہیں جلاسکتی
کچھ خوبصورتیاں خاموشی میں فنا ہوتی ہیں
کچھ خاموشی سے باہر آنے کی کوشش میں

باہر بارشیں تیز ہیں
پوری کھڑکیاں مت کھولو
آگے ہوائیں سرد ہیں

ایک بات سوچنا

ایک بات سوچنا اتنا ہی مشکل ہے
جتنا سمندر میں ایک موتی ڈھونڈنا
ایک بات جاننا اتنا ہی مشکل ہے
جتنا کانٹوں کی چادر پر ننگے پاؤں ناچنا
ایک بات بھولنا اتنا ہی مشکل ہے
جتنا موم کے پروں سے دھوپ میں پرواز کرنا

میں غوطہ خوری کا لباس پہن چکی ہوں
اپنے جوتے اتار چکی ہوں
موم کے پر بنا چکی ہوں
بات صرف اتنی ہے

دروازے پر ایک گداگر ہے
کچی قبر پر ایک رات ہے
بزدل بچے کے دل پر ایک خوف ہے

سیاہ آسمان کے نیچے
گداگر کو ایک وقت کی روٹی دینا چاہئے
کچی قبر پر ایک رات دیا جلانا چاہئے
بزدل بچے کو بہادر شہزادے کی کہانی سنانا چاہئے

میرے پاس کوئی روٹی نہیں
میرے پاس کوئی دیا نہیں
میرے پاس کوئی کہانی نہیں

ایک روٹی پکانے میں
ایک دیا بنانے میں
ایک کہانی یاد کرنے میں
ایک جیون لگتا ہے

گداگر کے بھوکے مرجانے سے پہلے
کچی قبر کے بارش میں گم ہوجانے سے پہلے
بزدل بچے کے روتے رہ جانے سے پہلے

سمندر سے ایک موتی ڈھونڈ کر واپس آنا مشکل ہے
کانٹوں کی چادر پر ننگے پاؤں ناچ کر چلتے رہنا مشکل ہے
موم کے پروں سے دھوپ میں پرواز کر کے زندہ بچنا مشکل ہے

جان کے عوض

بچہ لالٹین کی روشنی میں پڑھ رہا ہے
بوڑھا اپنی دعائیں بانٹ رہا ہے
مجھے تمہارے الزام پر اپنی صفائی پیش کرنا ہے

کوئی کہتا ہے
الفاظ میری گرفت سے باہر ہیں
سوچ میری گرفت سے باہر ہے
دل میری گرفت سے باہر ہے
کوئی کہتا ہے
میری نگاہیں دیوانی معلوم ہوتی ہیں
اپنی صفائی پیش کرنا میرے بس سے باہر ہے

مجھ پر گہرے سمندر میں تیرنے کا الزام ہے
مجھ پر گھنے جنگل میں راستہ ڈھونڈنے کا الزام ہے
مجھ پر کڑی دھوپ میں جان دینے کا الزام ہے

بچہ آج کا سبق پڑھ چکا ہے
بوڑھا اپنی دعائیں بانٹ چکا ہے
تم الزام لگا کر کس انتظار میں ہو

بچے کی لالٹین بجھائی نہیں جا سکتی
بوڑھے کی دعائیں چرائی نہیں جا سکتیں
میں اپنے الفاظ
اپنی جان کے عوض
بیچ نہیں سکتی

الوداع کہنے سے پہلے

شام میں دھواں بہت ہے
سمندر میں نمک بہت ہے
تاریخ میں جنگیں بہت ہیں
اور ایسے میں سب کو جلدی ہوتی ہے
مجھے دھوئیں کے پار دور نظر آنے والے شہر سے
پھول لے کر آنا ہے
ایک ٹوٹی ہوئی کشتی کی مرمت کر کے
سمندر کے سفر پر جانے والے بچوں کو الوداع کہنا ہے
اور میدان جنگ میں مرتے ہوئے سپاہی کو ایک گلاس پانی پلانا ہے

صبح میں کہر بہت ہے

زمین میں کانیں بہت ہیں
لفظوں میں گیت بہت ہیں
اور ایسے میں سب کو جلدی ہوتی ہے
تمہیں اس کہر میں پتوں پر گری ہوئی اوس کو
اڑنے سے پہلے موتی بنانا ہے
ایک ٹوٹے ہوئے بیلچے سے
زمین میں دفن تہذیبوں کے کھنڈرات دریافت کرنا ہیں
اور مرتے ہوئے لفظوں سے ایک زندہ گیت لکھنا ہے

جب سب کو زندہ رہنے کی جلدی ہو
ہم الوداع کہنے سے پہلے ایک لمحہ ڈھونڈیں گے
شاید میدان جنگ میں مرنے والے سپاہی کو ایک گلاس پانی پلا کر
میں تمہارا لکھا ہوا گیت گا سکوں

ریت اور چٹانیں

جب تم کوئی بہت گہری بات سوچ کر
بہت معمولی بات کرو گے
میں جان جاؤں گی
پانی اس کے لئے کافی ہے
کہ بہت سی ریت ساحلوں کو چھوڑ کر
بہت دور تک سفر کرے
اور تہوں میں بیٹھ جائے
اور ایک پیاسی لڑکی
پیاس بجھاتے ہوئے
پھسل کر گرے
اور ڈوب جائے

جب میں اپنے ہاتھوں سے آگ اٹھانا چاہوں گی
ایک بچہ پوچھے گا
"آسمان کیا ہے؟"
"آسمان خلا ہے بچے"
بات اس کی سمجھ میں نہیں آئے گی
بات ہماری سمجھ میں بھی نہیں آئی
کہ وقت اور خواہش ہم رفتار کیوں نہیں ہوتے
اور چٹانیں
بہتی ہوئی ریت بننا اور پانیوں میں مرنا کیوں چاہتی ہیں

بھیگے ہوئے پر

طوفان میں پرندے کے پر بھیگ گئے
اور وہ دھوپ نہیں نکلی
جو اسے دوبارہ اڑنے کے قابل بنا سکتی
جب دھوپ نکلے گی
اس کے پر سوکھ جائیں گے
اور پروں کو پھڑ پھڑا کر وہ سوچے گا
شاید وہ زندہ ہے
اور دوسرا طوفان آنے تک ایک گھونسلہ بنا سکتا ہے
دوسرا طوفان شاید زیادہ شدید ہوگا
اس کا گھونسلہ گرادے گا
مگر اس میں جتنی دیر لگے گی

اتنی دیر میں طوفان کا زور کم ہوجائے گا
وہ مرنے سے بچ جائے گا
اور صرف اس کے پر بھیگیں گے
جب دھوپ نکلے گی
اس کے پر سوکھ جائیں گے
اور پروں کو پھڑپھڑائے بغیر وہ سوچے گا
شاید وہ کافی دیر زندہ رہا ہے
شاید اس گھونسلے میں پہلے ہی سے طوفان رکھا ہوا تھا

اس نے بہت سی شاعری نہیں سنی

اس نے بہت سی شاعری نہیں سنی
جو میں نے اسی کے لئے لکھی تھی
مگر اب وہ مجبور ہے
بہت سی شاعری سننے کے لئے
جو میں نے اس کے لئے نہیں لکھی
اور کسی کے لئے بھی نہیں لکھی
جب فیصلوں کے دونوں طرف تلواریں ہوں
اور آسمان میں گرتی اور بنتی ہوئی دیواریں ہوں
اور جھوٹ بول کر روتے ہوئے بچوں کو چپ کرانا مشکل ہو
تو میں ان پھولوں کی پتیاں نوچ ڈالوں گی
جن سے مجھے گلدستہ بنانا تھا

اور اس سے کہوں گی
ابھی چلے جاؤ
جب رات تاریک ہوجائے
تو میرے جسم سے لپٹ کر سوجانا
اور میرے ہونٹوں سے وہ شاعری سن لینا
جو میں نے تمہارے لئے لکھی تھی

ایک گھونٹ پانی

مجھے ایک گھونٹ پانی کی ضرورت ہے
اور یہ سڑک اتنی ہی طویل ہے
جتنی میری تنہائی ہے
یا میں ہوں
یا میں نہیں ہوں

اسے ایک گھونٹ پانی کی ضرورت ہے
اور یہ بستی اتنی ہی کھنڈر ہے
جتنا وہ سنسان ہے
یا وہ ہے
یا وہ نہیں ہے

ایک لمحہ ہے جو میں ہوں اور وہ ہے
ایک اور لمحہ ہے
تو سڑک کے بعد صحرا ہے، جنگل ہے، شہر ہے، یا ایک اور سڑک ہے
اور بستی میں آندھیوں نے درخت اکھیڑے ہیں
اور گھر گرائے ہیں
یا اسے ایک نئی ترتیب دی ہے

جس دنیا میں تمہاری آنکھیں مجھے لے جائیں گی
وہ اک دوسری ساعت ہے
جسے ہمارے اندر اترنا ہے
اور بدلنا ہے
ایک سڑک کو جو میری ہے یا میں ہوں
یا جس پر تم مجھ سے ملے ہو
اور ایک بستی کو جو تمہاری ہے یا تم ہو
یا جہاں ہم نے ساتھ رہنا چاہا ہے

حال ہمارا بندھن ہے
جو تمہاری آنکھوں میں قید ہے
جب خواہشیں تمہاری آنکھوں سے میرے ہونٹوں میں اتریں گی
ایک ساعت گزر چکی ہوگی
اور ہم ایک گھونٹ پانی پی کر آگے جاچکے ہوں گے

کھلی آنکھیں

میں نے موت لاتی ہوئی دیوانگی کا شور سنا
اور تباہیوں کے سنگیت پر رقص کرتی ہوئی لڑکی کو دیکھا
اور اس سہمی ہوئی چڑیا کی آنکھوں میں جھانکا
جو طوفان میں بھیگ رہی ہے
کہ ہم مجبور ہوئے قافلے کے ساتھ چلنے کے لئے
اور اپنے آپ کو ڈھونڈنے کے لیے
قافلہ جو ہمیشہ ایک جنگل سے دوسرے جنگل کی طرف جاتا ہے
جنگل کبھی طویل ہوتے ہیں کبھی مختصر
جنگل کبھی گھنے ہوتے ہیں کبھی سنسان
جنگل کبھی مطمئن ہوتے ہیں کبھی اداس
اور ہم ہر جنگل سے جمع کی ہوئی لکڑیوں کا الاؤ

اگلے جنگل میں جلاتے ہیں
کیا تمہارے پاس لکڑیاں کم ہیں
کہیں بھی مل سکتی ہیں
موت لاتی ہوئی دیوانگی میں
تباہیوں کے سنگیت پر رقص کرتی ہوئی لڑکی میں
طوفان میں بھیگتی ہوئی چڑیا میں
یا میری لاش کی کھلی ہوئی آنکھوں میں

سب سے اچھا کھلونا

کچھ لوگ باہر موجود تھے
شاید کچھ لوگ پانی کے لئے چیخ رہے تھے
آگ میری کتابوں سے شروع ہوئی
اور بستر تک پہنچ گئی
شاید کچھ دیر میں وہ اس کمرے تک پہنچ جائے
جہاں میرا اکلوتا بچہ خواب میں کھلونوں کے درمیان گھرا سوتا ہے
آگ نیند میں مجھ تک پہنچی
ورنہ میں تمہاری طرح خود کو بچا لیتی
آگ شاید میری غلطی تھی
یا اس پانی کی جو چولہے پر ابلتے ابلتے ختم ہو گیا
اور میں بھول گئی کہ جب پانی ابل جائے تو آگ بجھا دینا چاہیے

یا شاید اس ہوا کی جو آگ کو کتابوں سے میرے بستر تک لے آئی
اور میں نے نہیں جانا
کہ جب کتابیں آگ پکڑلیں تو اپنا وجود جلانے کے بجائے
انہیں جلنے دینا چاہیے
آگ نیند میں مجھ تک پہنچی
اور تم جا چکے تھے
شائد کچھ لوگ پانی کے لئے چیخ رہے تھے
دھوئیں میں بے ہوش ہونے سے پہلے مجھے خیال آیا
وہ جہاز نما کھلونا اچھا تھا جو کافی اوپر تک اڑسکتا تھا
میں نے ایک عدد خواب بھی نہیں خریدا
لوگوں کو پانی بہت کم ملا
شاید آگ ان کھلونوں تک پہنچنے والی ہو
جنہیں میرا بچہ خواب میں دیکھ رہا ہے
اب جب کہ تم جا چکے ہو
اور اردگرد پانی کم ہے
مجھے جلنے سے پہلے بچے کو خوابوں سے جگانا پڑے گا
اور اسے بتانا پڑے گا
کہ جان خوابوں سے جاگ کر ہی بچائی جا سکتی ہے
میں دھوئیں میں بے ہوش نہیں ہوں گی
میں راکھ بنوں گی

اور اپنی راکھ سے ایک کھلونا بناؤں گی
شاید سب سے اچھا کھلونا اپنی راکھ سے ہی بنایا جاسکتا ہے

کسی بھی رات کے سارے جگنو
نہیں پکڑے جا سکتے

یہ دوسری رات ہے
اور تمہارے لئے جگنو پکڑنے جانا ضروری ہے
میں اپنے مقدر کے ٹکڑے کرکے پرندوں کے آگے ڈالنا چاہتی ہوں
اور ان راتوں کو بھولنا چاہتی ہوں
جن کے جگنوؤں نے مجھ سے باتیں کیں
اور ان راتوں کو
جن کے جگنوؤں کو میں نے اڑا دیا
اور ایک وحشی خواہش کو
بھوک کے ہاتھوں گرفتار نہ ہونے والے محبوب کی
اور سوچنا نہیں چاہتی

کہ جب دوسری راتیں شروع ہوجائیں
توگزری راتوں کے دروازے نہیں کھولے جاسکتے
اور کسی بھی رات کے سارے جگنو نہیں پکڑے جاسکتے

•

کوئی آواز نہیں

گرد ہمارے گھروں تک پھیل گئی
اس موسم میں کوئی بارش نہیں
ہم نے بادل کے آخری ٹکڑے کو گزر جانے دیا
اب وہ میرے نافرمان بیٹے کی طرح
واپس نہیں آئے گا

دشمنی ہمارے دلوں تک پھیل گئی
اس رات میں کوئی کرامات نہیں
ہم نے پانی کو کیچڑ میں مل جانے دیا
اب وہ بوڑھے کی کھوئی ہوئی بینائی کی طرح واپس نہیں آئے گا

موت ہمارے جسموں تک پھیل گئی

ان گلیوں میں کوئی آواز نہیں
ہم نے خون کو سڑکوں پر بہہ جانے دیا
اب وہ میرے بچھڑے ہوئے خدا کی طرح
واپس نہیں آئے گا

دل کی ترازو میں

مجھے تیز دھوپ میں کھڑا کرکے
خود دیوار کے سائے میں بیٹھتے ہوئے
تم بہت معصوم تھے
اگر تم اتنے معصوم نہ ہوتے
تو تمہیں قتل کیا جاسکتا تھا
یا دھوپ میں پیروں کے جل جانے سے پہلے
ایک درخت ڈھونڈا جاسکتا تھا
یا تمہیں دیوتا بنا کر
تمہاری مورتی میں سمایا جاسکتا تھا

تم نے اپنی کہانی سنادی

اور میری محرومیاں سننے سے پہلے
کہیں دور چلے گئے
شاید تمہارے دکھ بہت ہی زیادہ تھے
یا میری محرومیاں خود ساختہ تھیں

دھوپ اچانک تیز ہو گئی
میرے آس پاس درخت کاٹ دیئے گئے
اور مندروں میں رقص کا وقت ختم ہو گیا

تمہاری معصومیت نہیں جانتی
میرا تخیل ہلاکتوں سے نا آشنا نہیں ہے
میرے بچپن نے پیچھے مڑ کر دیکھنے والوں کو
پتھر بنا دینے کا خواب دیکھا تھا
میری جوانی نے میرے رقص روکنے والوں کو
آندھی بن کر اڑا دینے کا خواب دیکھا تھا
تمہاری معصومیت نہیں جانتی
میرے خواب میرے درخت ہیں

ان درختوں کے سائے میں
میرا دل
پیروں کے چھالوں اور ضائع شدہ دنوں کا حساب کرتا ہے

اور ہمیشہ یوں ہوتا ہے
دل کی ترازو میں
میرے زیاں اور تمہاری معصومیت کے پلڑے
برابر ہوجاتے ہیں

خار چنتے ہوئے

میں نے اپنی زندگی
خواب دیکھنے، لڑنے اور خار چننے میں ضائع کی
مجھے افسوس ہے
خواب مجھے خوش کرتے رہے
اور محبت کے لمحوں کو ملتوی کرتے رہے
بہت معمولی باتوں کے لئے
مجھے ذلیل کیا گیا
اور میرے تخیل نے
مجھے ان لوگوں سے طویل جنگوں میں ضائع کیا
جنہیں چند لفظوں سے شکست کی جا سکتی تھی
میری عبادت گاہ کو کسی گھر سے آگ نہیں ملی

مجھے آتش دان کو روشن رکھنے کا طریقہ جاننے کے لئے
اپنے دل کو جلانا پڑا
اور اتنی دور تک جانا پڑا
کہ عبادت گاہ کو واپس آنا بے معنی ٹھہرا
کسی نے مجھے کوئی طریقہ نہیں بتایا
میری بدقسمتی سے پہلے
کوئی اس راہ پر نہیں آیا
جہاں آزاد ہوائیں میرے لئے کانٹے اگاتی رہیں
اور میری ضد تمہارے لئے راستے آسان کرتی رہی
مجھے افسوس ہے
میری زخمی انگلیاں جب تک تمہارے لئے
پھولوں کا ہار بنا پائیں گی
پھول مرجھا چکے ہوں گے
اور تم بہت سے تحائف لے کر
اپنی کامیاب محبت کا جشن منانے جاچکے ہوگے

جب رات تھوڑی سی باقی رہ گئی ہو

بہت سی باتیں بھلائی جاسکتی ہیں
بار بار ادھورا رہ جانے والا خواب
اک نہ مٹائی جاسکنے والی خواہش
اک محبوب
جس کا ہاتھ تھامنا کسی تنہائی میں ممکن نہیں ہوا
یا کئی ہزار افراد
جو ایک دن کی جنگ میں مار دیئے گئے
بہت سی باتیں بھلائی جاسکتی ہیں
بہت سی باتیں یاد رکھی جاسکتی ہیں
ایک جانا پہچانا راستہ
ایک مانوس خوشبو

ایک کم روشنی والا گھر
جو بہت سے بچوں کو پناہ دے سکتا ہو
بہت سی باتیں یاد رکھی جا سکتی ہیں
جب رات تھوڑی سی باقی رہ گئی ہو
آئینے میں دھند کو نظر انداز کر کے
دل کو برف میں چھپایا جا سکتا ہے
اور طوفانی جالوں میں چھپے ہوئے چاند سے پوچھا جا سکتا ہے
ہر بار مکمل ہو کر ادھورا رہ جانا
اور ایک ہی سمت چلتے چلے جانا
کیا ایک زندگی کے لئے کافی ہے؟

شام گہری ہو جانے تک

تمہاری نفرت بھی اتنی ہی بے اختیار ہے
جتنی تمہاری محبت تھی
میری شام بھی اتنی ہی بے بس ہے
جتنی میری صبح تھی
سورج غروب ہونے تک
ہماری آزمائشیں ہیں
مجھے اس خواب نما شام کا سفر پورا کر لینے دو
تم کہتے ہو
تم نے کوئی خواب نہیں دیکھا
تم سچ ہی کہتے ہو
خواب تو بچے دیکھتے ہیں

تمہارا بچپن جسے اندھیری کوٹھری میں قید کی سزا ملی
اپنی خود سری میں باہر نہیں آیا
مجھے اپنا خواب دیکھ لینے دو
میرا دل بھی اتنا ہی خودسر ہے
جتنا تمہارا بچپن تھا
تم کہتے ہو
جو دن ختم ہو رہا ہے
وہ شروع ہی نہیں ہوا
تم سچ ہی کہتے ہو
میرا دل
جسے وقت نے ٹھگ لیا
اپنی بے بسی کا انکار نہیں کرے گا
ہر خواب نما شام کے کنارے
اک دریا ہوتا ہے یا اک اندھیری رات
مجھے دریا میں ڈوب جانا ہے
یا اندھیری رات میں جاگتے رہنا ہے
مگر شام گہری ہو جانے تک
مجھے اپنا انتظار کر لینے دو

ندی

تم ندی کے پاس کھڑے ہو
پیروں سے سفر کی گرد دھو ڈالو
جسم سے میل اتار ڈالو
تم ندی کے پاس کھڑے ہو
یہ ندی کے لئے تمہارا تحفہ ہے
اپنی تھکان یہیں چھوڑ جاؤ
ندی تمہاری تھکان سے زیادہ بڑی ہے
جب قحط پڑے
اور پانی خشک ہو جائے
اور تم یہاں سے گزرو
تو رکنے کو ضروری خیال نہ کرنا

زمین کا بچہ

جب وہ روئے گا اس کی آنکھوں میں آنسو ہوں گے
اور ہونٹوں پر خاموشی
اس کی پتنگ کی ڈور اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی ہوگی
میں اس کے لئے نئی پتنگ نہیں بناؤں گی
اس نے ٹوٹے ہوئے شیشے کو تھام لیا ہوگا
میں اس کے ہاتھوں سے خون صاف نہیں کروں گی
اس نے اپنے آپ کو گرالیا ہوگا
اسے کون اٹھائے گا
اس کی آنکھوں میں آنسو ہوں گے
اور ہونٹوں پر خاموشی
روتے روتے سوجانے والا میرا بچہ نہیں ہوگا

جس کی یونیفارم میلی رہ جائے گی
جس کی کتابیں پھاڑ دی جائیں گی
جس کا نام کسی اسکول کے رجسٹر میں نہیں لکھا جائے گا
وہ میرا بچہ نہیں ہوگا
وہ خواب دیکھتا ہے
بہت سے بونے اسے ہلاک کرنے لئے جاتے ہیں
جب وہ رات کو خواب میں ڈر جائے گا
میں اسے چوم کر نہیں کہوں گی
میرے لاڈلے بچے! میں تیرے پاس ہوں
بہت سے بونوں کے درمیان ڈرجانے والا
میرا بچہ نہیں ہوگا

شاید وہ میری طرح زمین کا بچہ ہوگا
زمین اپنے بچوں کے آنسو نہیں پونچھتی
زمین اپنے بچوں کی خاموشی نہیں سنتی
زمین سب کے حصے کے پھول اگاتی ہے
جب وہ روئے گا
اس کی آنکھوں میں آنسو ہوں گے
اور ہونٹوں پر خاموشی

زمین کے خوبصورت بچے!

آنسو پونچھ لے
اور مجھ سے بات کر
میں اپنے حصے کا پھول تجھے دے دوں گی

آپ کو کون سے رنگ پسند ہیں

مسلسل دھوپ سے دیواروں کے رنگ دھندلے پڑ چکے تھے
ایک دفعہ کی بارش نے انہیں مزید اکھیڑ دیا
"آپ کو کون سے رنگ پسند ہیں ؟"
رنگ کرنے والا پوچھتا ہے
"زمین کی طرح بھورے
آسمان کی طرح نیلے
درختوں کی طرح سبز
یا گھٹاؤں کی طرح کالے"
رنگ کرنے والے کے پاس ہر طرح کے رنگ ہیں

دیواروں پر کہیں کہیں پرانے رنگوں کے آثار ہیں

جو طرح طرح کی تصویریں بناتے ہیں
درندوں کی طرح خوف ناک
پرندوں کی طرح آزاد
بچوں کی طرح معصوم
بوڑھوں کی طرح بے بس
دیواروں پر طرح طرح کی تصویریں ہیں

"آپ کو کون سے رنگ پسند ہیں ؟"
رنگ کرنے والا سوال کرتا ہے
اس کا کام بے ہنگم تصویریں نئے رنگوں میں چھپا دینا ہے
وہ اپنے کام میں بہت ماہر ہے

اتنا اداس ہونا غیر ضروری ہے

یہ آسمان پر بادلوں کی حکمرانی کا دن ہے
خوشی بہت سے لوگوں کی عادت
اور غم میری حماقت ہے
میرے اوپر اپنے وجود کی سوا کوئی بڑا بوجھ نہیں
میرے پاس غم زدہ ہونے کے لئے کوئی بڑی وجہ نہیں
زندگی آسمان پر بادلوں کی طرح خوبصورت ہے اور آزاد
اے میرے محبوب! تم میرے ان دکھوں سے بھی واقف ہو
جنہیں میں بھی نہیں جانتی
کیا تم میرے نامعلوم غم کا بھید کھول سکتے ہو
تمہارے غیر اہم جھوٹ اور معمولی دھوکے
اتنا زیادہ دکھ جنم نہیں دے سکتے

تمہیں اتنا زیادہ جانتا
اور تمہارے جنون پر قابو پا کر ہنسنا
زیادہ برا نہیں ہے
اے میرے دل! میں تجھے آسمانی حسن کے آگے سرنگوں کرتی ہوں
تو جو خاموش ہے اور اداس
اور نہیں جانتا
کہ جس چھوٹی سی جنگ کو تو نے طویل نہیں کیا
اسے ہار کر
اتنا اداس ہونا غیر ضروری ہے
اے اپنے بوجھ سے برس جانے والے بادل
تو عدم کی مسافت میں ہے
مٹی کی طرح
کسی لازوال کی سمت

خوبصورت پراسرار پرندے

خوبصورت پراسرار پرندے
شاید تیرا نام زندگی ہے
بار بار اس گھر کی دیواروں پر نہ بیٹھ
میں نے تجھے ترک کیا
میں نے تیرے اسرار جانے بغیر
تجھے اپنی قید سے آزاد کیا
یہ دیواریں تیرے بوجھ سے زیادہ ہلکی ہیں
جس طرح الفاظ میری گہری اداسی سے زیادہ ہلکے ہیں
میرے پاس
تیرے رنگ جاننے
اور تیری آنکھوں میں جھانکنے کا وقت نہیں ہے

میرے پاس غم اٹھانے کا وقت نہیں ہے
خوبصورت پر اسرار پرندے

خوبصورت پراسرار اجنبی
شاید تمہارا نام شاعری ہے
بار بار اس دل کے دروازے کو نہ کھولو
میں نے تمہیں فراموش کیا
میں نے تمہارے اسرار جانے بغیر
تمہیں اپنے وجود سے جدا کیا
تمہارا وجود تمہارے خواب سے ہلکا ہے
جس طرح دانائی دیوانگی سے ہلکی ہے
میرے بس میں
اتنی محبت نہیں جو تمہارے لئے کافی ہو جائے
میرے بس میں
گزرتے وقت کی شکنیں درست کر دینے والی محبت نہیں
خوبصورت پراسرار اجنبی

تھوڑی سی خوشی

تھوڑی سی خوشی مجھے دوبارہ زندہ کر سکتی ہے
مگر یہ کتنی ناممکن ہے
تھوڑی سی ہنسی
کوئی خوبصورت بات
محبت کی
ایک اوٹ پٹانگ مسخرے کو دیکھ کر
ایک بچے کا قہقہہ
یا ندی میں بہتی ہوئی کشتی میں
ملاح کا ایک خوشگوار گیت
مگر یہ سب باتیں کتنی دور کی ہیں
یہ سب خوشی کی باتیں

جن میں سب شریک ہو سکتے ہیں
اور میرے اندر اتنی گہری سنجیدگی ہے اور تنہائی
جو وجود کا مذاق برداشت نہیں کر سکتی
اور زمین و آسمان کے بچکانہ کھیل میں شامل ہونے کو تیار نہیں ہے
تھوڑی سی خوشی اور زندہ ہونا کتنا ناممکن ہے
کوئی شاندار محفل
خوبصورت لباس
یا تیز موسیقی پر رقص کا اک دور
میرے کمزور وجود کے لئے ناقابل تصور ہیں
اور تم
جس نے میرے دل میں یہ گہری اور اندھیری قبر کھودی ہے
ہنستے ہوئے کتنے خوبصورت لگتے ہو۔

شاعری اور خاموشی

میری باتیں اب تم تک نہیں پہنچیں گی
میری محبت
اور میری شاعری
کیونکہ اب ہم جدا ہونے والے ہیں
ہمیشہ کے لئے
اگرچہ ابھی موت قریب نہیں ہے
مگر جدائی ہمارے دلوں میں اتری ہے
اور ان بوسوں میں شامل ہو گئی ہے
جو ابھی تم نے میرے دل میں اتارے ہیں
سمندر کا پانی بادل بن کر ہوا میں اڑتا ہے
اور برس کر دوبارہ سمندر میں شامل ہو جاتا ہے

مگر ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہو گا
کیونکہ ہمیں اپنے وجود اور اپنی تنہائی کے علاوہ
کسی حقیقت کا اعتبار نہیں
ہے
ہمارے جسموں میں کوئی خدا نہیں ہے
سوائے وقت کے
اور ایک خاموشی
جس کی زبان سمجھنے والا کبھی کبھار ہی کوئی ملتا ہے
ہمارا مشترکہ خزانہ ہے
میں لفظوں پر قادر نہیں ہوں
سوائے شاعری کے
اور ایک خاموشی کے
مگر میری باتیں اب تم تک نہیں پہنچیں گی
میری محبت
اور میری شاعری
اور یہ خاموشی بھی

محبت

جس طرح گلاب میں کانٹے ہیں
قدرتی اور مناسب
یہ زمانہ ہے
دور رہنے کا
سکون کے ساتھ
اور ایک ہلکی سی اداسی کے
قدرتی اور مناسب
جو فنا ہونے والی سب چیزوں میں ہے
اور اک محبت میں
جسے جانا جا سکتا ہے
بہت آسانی سے

بہت قریب ہے
اور چھوا جا سکتا ہے
بہت دور ہے
یہ ایک شے
جو بہت واضح ہے
اور نظر انداز کیے جانے کے قابل
جیسے درخت ہیں
پھولوں سے بھرے' خوبصورت
یا آسمان
یا دریا
کہیں گہرا اور کہیں اتھلا
یا مرجانے والے لوگ
سمندر میں ڈوب کر
یا طویل عمر پانے کے بعد
نظر انداز کیے جانے کے قابل
قدرتی اور مناسب
محبت ایک شے ہے
جو بہت واضح ہے

خواب

کھلے آسمان کے نیچے
تیز بارش میں
خوبصورت جنگل میں
میں تمہیں اپنے ہی خواب سے جگانے آؤں گی
کھلے آسمان کے نیچے
تیز بارش میں
خوبصورت جنگل میں
میں اس بات کا انتظار نہیں کروں گی
کہ تم میرے لباس کی گرہیں احتیاط سے کھولو
کھلے آسمان کے نیچے
تیز بارش میں

خوبصورت جنگل میں
میں تمہارے ساتھ اک گھر بناؤں گی
جو دنیا میں گھروں کے انداز بدلے گا

تھال میں روٹی سوکھ گئی ہے

بھوک بہت ہے
تھال میں روٹی سوکھ گئی ہے
دیر بہت کی آنے میں

پیاس بہت ہے
ہوا نے پانی خشک کیا ہے
دیر بہت کی آنے میں

مٹی کھودنے جانا تھا
دریا ڈھونڈنے جانا تھا
چاند کو چھونے جانا تھا

دل کا لوہا کند ہوا تو
لہو بدن کا سرد ہوا تو
چاند کا رستہ بند ہوا تو

بھوک بہت ہے
پیاس بہت ہے
قبر پر اگنے والی
خودرو گھاس بہت ہے

اپنے گیت لکھنا

کتنا اچھا ہے
تمہارے پاس ہونا
تمہارے ساتھ ہونا
جیسے بہتا پانی
کتنا اچھا ہے
کوئی بات نہ کرنا
جیسے کوئی گیت
دن بھر چلتے رہنا
رات کو جلتے رہنا
کتنا اچھا ہے
جیسے سبز پرندہ

جیسے وحشی آگ
جیسے بھوری مٹی
ہوا اڑاتی ہے
کتنا اچھا ہے
ہوا کی زد پر اڑنا
آگے آگے جینا
آگے آگے مرنا
کتنا اچھا ہے
بہتے پانی پر
اپنے گیت لکھنا

موت بہت آسان ہے

میں نے ایک جلا وطن شخص کی محبت میں
اپنے آپ کو جلا وطن کیا
میں نے کہا
تمہاری محبت سے کم کوئی شے مجھے مطمئن نہیں کرسکتی
سب دلیلیں غیر ضروری ہیں
میرا دل ساری دنیا کے لئے سخت ہوچکا ہے
دنیا مجھ سے بچھڑ چکی ہے
اور میں دنیا سے
میں خاک کو اپنا لباس بناؤں گی
دنیا تقریباً مرچکی ہے
میں اس کی قبر پر اس کے لئے آخری دعا مانگوں گی

اور تمہارے پیچھے آؤں گی

میں جتنے قدم چل سکتی ہوں
تم اس سے زیادہ مجھے روک نہیں سکتے
میں جتنا برداشت کر سکتی ہوں
تم اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہیں پہنچا سکتے
میرے اندر جتنی بھوک ہے
جنگلی پھل اس سے زیادہ اگتے ہیں
جتنے جنگلی پھل اگتے ہیں
اس سے زیادہ زہریلے نہیں ہوتے
تمہارے پاس جتنا زہر ہے
میں اسے پینے کے لئے تیار ہوں
موت بہت آسان ہے

تمھیں خوش رکھا جائے

ڈاکٹرز کی ہدایت ہے
تمھیں خوش رکھا جائے
ہر طرح سے
خوبصورت باتوں سے
اچھی طرح انجام دیے گئے کاموں سے
اور اپنے تھکے ہوئے بدن سے
مٹا دیئے جائیں
احمقانہ خواب
پرانی عادتیں
زندگی کے مقاصد
بدل دیے جائیں

چھپا لی جائیں
ساری تکلیفیں
تمہارے حساس وجود سے
مجھ پر الزام ہے
تمہاری وحشت کا
دیوانے پن کا
بے خوابی کا
اور تمہارا مقروض ہے
میرا اعتماد
میری مسکراہٹ
میری آسودگی
تمہارا قرض زیادہ بڑا ہے
میرے وجود سے
میری زندگی سے
کہاں ملے گا
تمہارا سکون
تمہاری مسکراہٹ
تمہاری نیندیں
کہاں ملے گا
اس جزیرے کا پتہ
جہاں میں اور تم کبھی نہیں پہنچے

ایک آدمی کو
جو گہرے سمندر میں
وہ سیپی ڈھونڈنے نے اتر گیا
جس میں میں نے اپنا آنسو قید کر کے پھینکا تھا

جب میں نے سوچا

جب میں نے سوچا
تم کسی روشن صبح میں ہو
اوراپنی اندھیری رات کی صبح کا انتظار نہیں کیا
جب تم نے سوچا
میں کسی خوبصورت بستی میں ہوں
اور اپنے گھنے جنگل کی سرحد تک سفر نہیں کیا
ہم نے ایک دوسرے کو
اور فطرت نے ہمیں دھوکا دیا
ہماری خوبصورتیاں بے معنی ہو گئیں
تم میری روح کو دریا، مرے دل کو پھول نہ کر سکے
مرے ہونٹ بوسوں سے خالی رہ گئے

اور تمہارے آنکھیں خوابوں سے بھری
ہم ایک دوسرے کو کامیابیوں کے سفر پر نہ بھیج سکے
"الوداع میری پیارے! جلدی لوٹ کر آنا ' زندگی تمہارے ساتھ
آسان ہے اور کامیابوں کے راستے بہت بے شمار"
میں تمہیں کبھی نہ کہہ سکی
ہمارے مقدر کا ستارہ بے وجہ ٹوٹ کر گرا
ان لوگوں کی جھولی میں
جو بہت چھوٹے تھے
ہماے مقدر کا ستارہ
جو روشنی اور آزادی کا پیغام ہونے والا تھا
ہم نے عظیم انقلاب کے نامعلوم جزیرے تک سفر شروع
کرنے سے پہلے
اپنی کشتی میں سوراخ کیے
اور دریاؤں کی درسگاہیں اپنے اوپر بند کر لیں
خوبصورت چاند کو ہم نے اپنی محبت کا گواہ نہیں کیا
محبت جو ہمیں دنیا کے سمندر میں تیرنا سکھا سکتی تھی
کسی خوبصورت بارش میں
خوشی کی خوشبو ہم نے نہیں سونگھی
اور ہیجانی تکلیف کا بوجھ اپنے سروں پر رکھ لیا
ہمارے جسموں اور ذہنوں کی تعریفیں کی گئیں
اور ذاتی محفلوں میں ہماری ناکامی کے اسباب کا جائزہ لیا گیا

مگر وہ سب نہیں جانا جا سکا
جسے ہم نے جان کر ایک دوسرے سے چھپا لیا۔

آئینوں میں قید

تم میرے وجود کو خون میں بہتا نہیں دیکھ سکتے
تم اتنی دور ہو
میری تکلیف سے بہت اجنبی
میرے عدم توازن سے لا علم
جب مجھے اپنے وجود کے جہنم میں جلایا جا رہا ہے
تم نہیں جانتے میں کون ہوں
ایک خوبصورت ریستوران کے لا تعداد آئینوں میں
میرے دل کے ٹکڑے
میری زندگی کی جنگ
منعکس نہیں ہوتی
میں خاموشی اور محبت کی تلاش میں

اپنی مردہ زندگی کے شور سے دور
تمہارے ساتھ ایک چائے کی پیالی پی کر
تم سے دور رہوں گی
میں تمہیں بتا نہیں سکتی
جو آگ میرے جہنم میں بھڑکتی ہے
کتنی پرشور اور شدید ہے
یہ محبت کا ٹھنڈا اور پرسکون دریا
مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر بہہ رہا ہے
اور میں ایک جہنمی درخت سے بندھی
اس سے اپنی پیاس بجھا نہیں سکتی
میں اس میں ڈوب نہیں سکتی
نہ ہی اپنا عکس اس میں دیکھ سکتی ہوں
مجھے نفرت اور غصے کی زنجیروں نے باندھا ہے
کھلے آسمان، سمندر اور جنگلوں کے خواب
میرے خون میں تیرتے ہیں
زندگی کے پرندے گیت گاتے ہیں
اور میرے سامنے پرواز کر جاتے ہیں
بلندیوں کی سمت
میری نظر انہیں بہت دور تک دیکھ نہیں سکتی
خوبصورت بچوں کے لیے میرے خون میں بہت تحفے ہیں
اور بہت سے آنسو

بے موت مرنے والوں کے لئے تڑپتا ہوا دل
اور خوبصورت موسم کے لئے
میرے خون میں جلتی ہوئی خواہشیں ہیں
زندگی کے جتنے رنگ تمہارے پاس ہیں
اور جتنے میرے پاس
وہ مل کر ایک کہکشاں بنا سکتے ہیں
میں اس کہکشاں کا خواب دیکھتی ہوں
اور نفرت اور غصے کی زنجیریں
مزید چبھتی ہوئی اور مزید تپتی ہوئی
خواب بھلا دیتی ہیں
خواب بھی میرے ہیں
زنجیریں بھی میری
کون میرے خون میں پھیلی ہوئی آگ کو روک سکتا ہے
موت کے قہقہے میں سن سکتی ہوں
اپنی آواز کی طرح
اپنے جذبوں کی طرح
میں قاصر ہوں
اپنی آزادی کی قیمت ادا کرنے سے
جو موت ہے اور تمہارا قرب

میرے خون سے لکھو اپنا نام

میرے خون سے لکھو اپنا نام
میرے ساتھی
ایک دکھوں بھری رات اور نفرتوں کے درمیان
ہونے والے ملاپ سے
جنم لینے والے
میرے خون سے لکھو اپنا نام
پہلی کتاب پر
میری کوکھ میں میرے دل اور بدن کے زخموں کو سہنے والے
میرے ساتھی
میرے خون سے لکھو اپنا نام
میرے خون سے

جو نادم ہے اپنے دکھوں پر
اور اس حقیقت پر
کہ اس سے نہیں لکھی جا سکتی کوئی خوبصورت کہانی
کوئی عظیم انسان
میری ناکامی اور بوجھ کے غیر محسوس ہمراہی
میرے خون سے لکھو اپنا نام
اپنے جیون کی دیواروں سے ہٹا دو میری آنکھیں
آنسو بھری آنکھیں
شرم بھری آنکھیں
پھیر لو
اور مت دیکھو
میرے دل کا ٹوٹا ہوا ستارہ
لے جاؤ میرے طوفان سے اپنی کشتی کہیں دور
اور کسی اچھے پل کی مسکراہٹ اور تھوڑی محبت اور آسانیاں
اور مت سنو
یہ ساری تلخ باتیں' یہ نفرتیں
ور مت دیکھو
میری زندگی کے ٹوٹے ہوئے آئینے میں اپنی شبیہہ
لے جاؤ میرے گرداب سے اپنے خوابوں کو بچا کے
میرے بکھرے ہوئے خوابوں کا ترکہ سمیٹنے والے
میرے ساتھی

میرے خون سے لکھو اپنا نام
کسی اونچے درخت پر
تاریخ کے نمایاں اوراق میں
یا کسی ہنستی ہوئی لڑکی کے ہاتھ پر

آسمان اسے نہیں جانتا

اس چوڑی بڑی سڑک پر
دونوں طرف مکان ہیں
مضبوط اور خوشنما
ان مکانوں میں لوگ رہتے ہوں گے
وہ ان کو نہیں جانتی
وہ نہیں جانتی
ان سب کو
جو گھروں میں رہتے ہیں
خوشیاں مناتے ہیں
نئے آنے والوں کی
اور ماتم کرتے ہیں

چلے جانے والوں کا
جو خوش ہوتے ہیں
اور دوسروں کو بتا سکتے ہیں
کہ خوشی ان کے لیے کتنی اہم ہے
اور غم اٹھاتے ہیں
اور سب کو دکھا سکتے ہیں
کہ ان کا غم کتنا گمبھیر ہے
وہ نہیں جانتی
ان سب لوگوں کو
جو گھروں م رہتے ہیں
اور اس شہر کو
جس میں سارے گھر ہیں
اور اس زمین کو
جس میں سارے شہر ہیں
وہ نہیں جانتی پرندوں کو
جو ہوا میں اڑتے ہیں
اور ہو
جس میں پرندے اڑتے ہیں
اور اس آسمان کو
جس میں ستارے چمکتے ہیں
اور یہ آسمان

جس میں اس کے حصے کا ستارہ نہیں ہے
اسے نہیں جانتا

خاندان

نقاب پوش بھکارنیں ویگنوں میں مردوں کے درمیان سے گزرتی ہیں
میرا جسم جنسی بھوک سے تڑپتے ہوئے مردوں سے ٹکراتا ہے
میری ماں کہتی ہے
ہمارے خاندان کی بیٹیوں کی شرافت بے مثال ہے
جوان بھکارنوں کو بھیک میں
پیسوں کے علاوہ بچے بھی ملتے ہیں
بھیک دینے والوں کا دل پگھلانے والے کمزور بچے
میرے لاوارث بچوں کے باپ کون سے بنگلوں میں رہتے ہیں
مجھے ان کے پتے معلوم نہیں ہیں
میرا باپ کہتا ہے
ہم خاندانی لوگ ہیں

ہمارے بیٹے نظریں اٹھا کر بے پردہ لڑکیوں کو نہیں دیکھتے
غیر ممالک میں پیسہ کمانے والوں کی بیویاں
شوہروں کا انتظار چھوڑ دیتی ہیں
اخباروں میں چھپتا ہے
ہمارے ملک کی معیشت اور سکون کا دارومدار
بڑی حد تک
غیر ممالک میں کام کرنے والے محنتی نوجوانوں کے
بھیجے ہوئے زر مبادلہ پر ہے
ایک پرخلوص افسر اپنے ماتحت کو سمجھاتا ہے
اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھ کر اسی طرح بیک ورڈ رہے
تو عمر بھر ترقی نہیں کر پاؤ گے
میرا شوہر مجھے جدید رقص کے اصول سکھاتا ہے
مشرق کے خاندانوں میں
جو محبت اور تعاون ہے
وہ اور کہیں نہیں ہو سکتا

ایک کہکشاں جس کے لئے جگہ نہیں رہی

الماری کے چند خانے ہیں
ایک میں کپڑے
ایک میں کتابیں
ایک میں کچھ ٹوٹے ہوئے مرجھائے ہوئے پھول
ایک میں دوائیں

الماری کے پوشیدہ خانے
تاریک راتوں کے خوابوں میں تعمیر ہو رہے ہیں
تیز خنجروں اور زہر کی بوتلوں کے لئے
ایک کہکشاں جس کے لئے
جگہ نہیں رہی

ایک سمندر کے آسمان پر ابھرنے چلی گئی

میری کشتی سمندر سے اچھلتے ہوتے ہوئے دریا میں داخل ہوگئی
بہت جلد دلدلی مٹی اسے جکڑ لے گی
افسوس کہ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑانے والے
سبز میدانوں کے بعد
ہم کھائیوں سے بھرے ہوئے جنگل میں داخل ہوگئے
خوف کے بندھن میں
احتیاط لفظوں اور بوسوں کو باطل کرتی ہے

کاش کہ اک درخت یا اک کرن
اک بارش یا اک چاند
اک جھیل یا اک پتھر
مجھے یا اپنے آپ کو باطل ہونے سے بچالے
کوئی خوبصورت شے
اک لمحے کو بچالے

اس سے پہلے کہ میں
زندگی کی الماری کی چابی
کسی کونے میں رکھ کر بھول چکی ہوں
ایک خانہ اور بنالوں

خنجروں کے لئے
خطوط کھولنے والے
پھل کاٹنے والے
اور جب احتیاط کا بھاری پتھر
ٹوٹ کر ہمیں آزاد کرے
تب دلوں میں اترنے والے
خنجروں کے لئے

گلاب اور خون

ہر رنگ کا حسن جاننا انسانی ضرورت ہے
اور اس کا حق
میرے گھر میں اتنی دھوپ تھی
سرخ گلاب کا پودا مرجھا گیا
ایک بھکارن تھی، بڑی ضرورت مند
میں نے سہاگ کا سرخ جوڑا اسے دے دیا
ایک دروازہ تھا، مضبوطی سے بند
اسے کھولتے ہوئے ساری سرخ چوڑیاں ٹوٹ گئیں
اس کے بعد میں بھول گئی
سرخ رنگ کا حسن
چیزوں کو دیکھا

آسمان اور زمین کو
پانی اور آگ کو
درختوں اور بادلوں کو
ساری چیزوں کو
سرخ رنگ نہیں ملا
بزرگوں سے سنا تھا
کتابوں میں پڑھا تھا
بچپن میں سوئیوں کے چبھنے سے دیکھا تھا
خون کا رنگ سرخ ہے
بات پرانی تھی، یاد نہیں تھی
اب دل کو کاٹ کے دیکھا
اور یقین کر لیا
یہ سرخ رنگ ہے، خون کا سرخ رنگ
رنگوں کی دکان سے میں نے سرخ رنگ خریدا
ایک پرانا لباس
جس کا رنگ اڑ چکا تھا
سرخ رنگ میں رنگا اور باقی رنگ کو مختلف چیزوں سے ملایا
زمین اور آسمان سے
پانی اور آگ سے
درختوں اور بادلوں سے
ساری چیزوں سے

رنگ بدل گیا

ہر رنگ کو جاننے کے مخصوص طریقے ہیں
سرخ رنگ کا حسن دیکھنے کے لیے
مجھے گلاب کا پودا ایسی جگہ لگانا ہے
جہاں دھوپ کم رہے
یا خون دیکھتے رہنا ہے
دوسروں کا یا اپنا

سفر اور قید میں اب کی دفعہ کیا ہوا

میں نے ایک ساحل سے ایک سیپی اٹھائی
اور اپنے آنسو کو اس میں بند کر کے
دور گہرے سمندر میں پھینک دیا
میں نے اپنے ہاتھوں پر
اک تیز چھری سے
لمبے سفر کی لکیر بنائی
اور ایسے جوتے خریدے
جو چلتے ہوئے پیروں کو ہمیشہ زخمی رکھتے ہیں۔
اب کی دفعہ میں نے گھر بنایا ہے
ایسے شیشوں کا
جن میں صرف اندر کا عکس رہتا ہے

اور ایسی آگ کا
جو ضرورت پڑنے پر خود ہی جل اٹھتی ہے
اور ایسی ہوا کا
جس کے لیے کوئی دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں
اور ایسی چیزوں کا
جو اپنی اپنی جگہ پر فرش سے جڑی ہوئی ہیں
میں نے اپنے موسموں کو چرا لیا ہے
اور گھاس کے میدانوں کو
ریگستانوں کو، آسمانوں کو
میں نے ایک تتلی کو ایک کتاب میں چھپا لیا ہے
اور اک خواب کو آنکھوں میں
اور محبت کو جاننے کے لیے
میں نے
ایک نظم پڑھی ہے
اور آواز کے لیے
اک گیت گایا ہے
میں نے گھپ اندھیرے میں
آنکھیں بند کر کے
گھر کے شیشوں میں
خود کو دیکھا ہے
اور یاد کیا ہے

مجھے کوئی جلدی نہیں ہے

مجھے کوئی جلدی نہیں ہے
اک جھیل کے کنارے بیٹھے ہوئے
میں نے اک گیت سنا
آنے والے دنوں کا گیت
اور تھکے ہوئے پیروں سے اسے پکڑنے کے لیے بھاگ نہ سکی
میں نے گیت کو لہروں کے ساتھ دور جاتے دیکھا
آنے والے دنوں کا گیت

خاموشی کی سیڑھیاں چڑھتے اور اترتے ہوئے
میں نے برف کو دیکھا
سڑکوں کو ڈھانپتے اور آنسوؤں کو منجمد کرتے ہوئے

آگ کا دریا پار کرتے ہوئے
میں نے تجھے گرتے اور راکھ ہوتے ہوئے دیکھا
آنے والے دنوں کی محبت

مصیبت سے قبل میں نے کسی پناہ گاہ کا راستہ معلوم نہیں کیا
اور جب زمین کانپ رہی تھی
میں اپنے قدموں کو پناہ کے لیے بھاگنے پر آمادہ نہ کر سکی
میں نے موت کو چاروں طرف
پتھر برساتے دیکھا
اور جلدی نہ کر سکی

نینسی

صحرا میں جہاں کیکٹس کے درخت زیادہ ہیں
اس نے اک سائبان اور اک بینچ بنائی ہے
جس پر نینسی آرام سے اس کی آغوش میں
لیٹ یا بیٹھ سکتی ہے
پورے چاند کی رات میں
نینسی اس سے ملنے ضرور آتی ہے
اور اسی بینچ پر
اس کے کاندھے پر سر رکھ کر
اس سے باتیں کرتی ہے
یا وہ خاموشی سے
چاند، صحرا، اور کیکٹس کے درختوں کو دیکھتے رہتے ہیں

اس دوران وہ اپنا دایاں ہاتھ
نینسی کی کمر کے گرد ڈالے رہتا ہے
اگر نینسی کو نیند آ جاتی ہے
وہ بالکل ساکت ہو جاتا ہے
تاکہ وہ جتنی دیر سو سکتی ہے
سوتی رہے

نینسی
جو پیٹر کی بیوی
اور ڈگلس کی بہن ہے
اور پورے چاند کی رات میں
انہیں دھوکا دے کر اس سے ملتی ہے
اگر کسی رات بینچ پر
دیر تک سوتی رہ جائے
وہ تیز رفتار گاڑی اور شکاری بندوق کے ساتھ
نینسی کو ڈھونڈتے ہوئے آ جاتے ہیں
اور اسے اکیلا سوتا ہوا پا کر
گاڑی میں ڈال کر لے جاتے ہیں